

پروفیسر فہیم حسین: مرد آزاد

ڈاکٹر فہیم حسین کی خرابی صحت کی سب سے پہلی اطلاع مجھے میرے بیٹے ڈاکٹر صبح انور نے پچھلے سال (2008) کی گرمیوں میں ICTP ٹریسٹ سے فون پر دی۔ اس نے بتایا کہ میں نے ڈاکٹر صاحب کو بس سٹاپ پر ٹڑھال حالت میں دیکھا ہے۔ میں نے اُن کا بیگ اٹھانے کی پیشکش کی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ صبح نے مجھے بتایا کہ ان کی صحت کے حالات اچھے نہیں لگ رہے۔ اس اطلاع پر میں نے ای میل کے ذریعے ڈاکٹر فہیم صاحب کی خیریت دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ وہ آجکل کیمپوٹر اپی کا کورس کروار ہے ہیں جو تکلیف دہ ہے اور اکتوبر میں ختم ہوگا۔ اس کے ایک ماہ بعد وہ پاکستان آسکتے ہیں۔

پروفیسر فہیم حسین میرے باقاعدہ استاد تو نہیں تھے اس لیے میں ان کی علمی اور تدریسی خوبیوں کے بارے میں مفصل بات کرنے سے قاصر ہوں تاہم میں ان کے متعدد شاگردوں کو جانتا ہوں جوان کا نام نہایت احترام اور محبت سے لیتے ہیں۔ 1974ء میں جب وہ قائدِ اعظم یونیورسٹی کے شعبۂ طبیعت سے مسلک ہوئے تو میری ان سے ملاقات زیادہ تر اسلام آباد میں ہی کسی نہ کسی کافنس، سیمینار یا سمپوزیم کے انعقاد کے دوران ہوا کرتی تھی۔ ان موقعوں پر وہ نہایت شفقت سے اپنی دل پذیر مسکراہٹ کے ساتھ ملتے اور زیادہ تر اہم بین الاقوامی موضوعات پر ہی بات چیت کرتے۔ وہ ایک منفرد شخصیت کے مالک تھے اور فوراً اپنی مدل گفتگو کے ذریعے سننے والوں پر اپنی فہم و فراست کے انਸٹ لقوش ثابت کر دیتے تھے۔ میری ان سے زیادہ قریبی ملاقات 1986 سے 1989 کے دوران ICTP میں رہیں گے اور ان کے جہاں میں تحقیق کی غرض سے ایک سال کے لیے بھی قیام پذیر رہا جبکہ وہ ICTP کے بین الاقوامی سرگرمیوں کے پر گرام سے مسلک تھے۔

ڈاکٹر فہیم صاحب سے یوں تو میری آخری بالمشافہ ملاقات نومبر 2007ء کو ایرجنسی کے نفاذ کے ایک دن بعد ایوان اقبال لاہور میں خوارزمی سائنس سوسائٹی کے زیر اہتمام منعقدہ بین الاقوامی سمپوزیم ”اسلامی تہذیب اور سائنس“ کے موقع پر ہوئی۔ مگر میراں سے زیادہ تر رابطہ ای میل کے ذریعے ہی رہا۔ ان کے LUMS میں آنے کے بعد یہ رابطہ اور بھی بڑھ گیا اور ان کی شخصیت کے بے شمار پہلو بھی سامنے آئے۔ نتیجتاً میں ان کی قدر آور شخصیت کے احساس سے آشنا ہوتا چلا گیا۔

فہیم صاحب ایک انسان دوست شخص تھے جو سماجی انصاف کے اول درجے کے داعی اور اس کے نفاذ کے لیے

متحرک کارکن تھے۔ افہام و فہیم کی پر امن فضا اور بقاء انسانیت کے علم بردار تھے۔ محروم اور پسے ہوئے طبقات کو کسی طرح معتبر اور محترم دیکھنا چاہتے تھے اور اس کے لیے آخری عمر تک عملی جدوجہد بھی کرتے رہے۔ ان سے بات کرتے فوراً احساس ہو جاتا تھا کہ وہ آزادی اے خیال کے پیر و کار ہیں۔ مصلحت پسندی کی بجائے بر ملا اظہار سے کام لیتے ہیں۔ وہ ایک انقلابی ذہن کے مالک تھے اور مکرو فریب کو یکسر مسترد کر دینے والے جو شیلے کارکن تھے۔ اندازِ اسلوب دل کو چھوہ لینے والا تھا۔ وہ اپنی گداز مسکراہٹ کا فراخ دلی سے استعمال کرتے اور ہمیشہ غیر مکلف اور سادہ لباس زیب تن کرتے جو دوسروں پر بھی بھی بھاری نہ پڑتا۔

دنیا کے کسی کو نے میں کسی فرد یا طبقے سے ظلم، زیادتی یا نا انصافی ہو رہی ہو تو فہیم حسین بے چین ہو جاتے۔ بہت سے لوگ ان کی بھیجی ہوئی الیکٹرونک میل کے سلسلوں سے واقف ہیں۔ گوانٹانا موجیل سے چھ سال بعد رہا ہونے والے صحافی اور کیسرہ میں سمیع الحج کی رہائی پر مشہور صحافی رابرٹ فسک نے ایک مضمون لکھا۔ یہ مضمون ہمیں فہیم صاحب نے بھیجا اور اس میل کے ساتھ ان کے یہ بر ملا خیالات منسلک تھے کہ ”امریکیوں کو شاید اب بھی غلط فہمی ہے کہ دنیا ان سے محبت کرتی ہے۔ کوئی بھی ذی عقل شخص امریکیوں کی پالیسی کی تائید کیسے کر سکتا ہے؟ میں تو نہیں!“

آج کی پڑ آشوب دنیا میں جہاں ہر کوئی مایوسی اور نا امیدی کی بات کرتا ہے پروفیسر فہیم حسین اپنی دل کو مودہ لینے والی مسکراہٹ کے ساتھ ہمیشہ امید اور بہتری کی نوید سناتے، نہایت تیزی سے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ان کی رخصت کا منظر مجھے ایسے لگا جیسے میں ایک بار پھر ICTP کے شہر ٹریسٹے کی اوپی چینا پہاڑی پر کھڑے، غروب آفتاب کا منظر دیکھ رہا ہوں اور یہ آفتاب جیسے پروفیسر فہیم حسین ہو جو نہایت سرعت سے سنہری بحیرہ ایڈری ایٹک کی لہروں میں اتر گیا ہو، وہی بحیرہ ایڈری ایٹک جوانہیں تیرا کی کے لیے بہت مرغوب تھا۔

سعادت انور صدیقی

صدر خوارزمی سائنس سوسائٹی پاکستان

saadat@khwarizmi.org